فقہ الحدیث

(۹)

پروفیسر ساجد میر ایم اے

صفائی کے فطری تقاضے

اسلام نے ظاہری و باطنی ہر دو قسم کی صفائی کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ ظاہری صفائی کے سلسلہ میں اسلامی احکام کی ایک اہم کڑی جسمانی صفائی و ستھرائی کے بعض بنیادی تقاضوں سے متعلق ہے۔ جن کو حدیث کی زبان میں "سنن الفطرۃ" یا انبیائے کرام علیہم السلام کی فطری سنتوں کا نام دیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔ حجامت

سننِ فطرت کی ابتداء انسانی زندگی کے آغاز ہی سے ہوتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز جہاں اس کا عقیقہ کرنا مسنون ہے، وہاں اس کے سر کے بال بھی منڈوانے چاہییں۔ حدیث[1] میں ہے:۔

كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهِ وَيُحْلَقُ وَيُسَمّٰى

ہر لڑکا (بچہ) اپنے عقیقہ تک رہن ہے (بقول امام[2] احمدؒ، جب تک اس کا عقیقہ نہ ہو گا۔ اس کی نیکیاں یا سفارش قیامت کے دن اس کے والدین کے کام نہ آسکیں گی۔)، ساتویں روز اس کی طرف سے قربانی دی جائے، اس کا سر مونڈا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔

بعد ازاں بچوں اور بڑوں کے لیے سر کے بال منڈوانے، کتروانے اور مناسب حد تک بال رکھنے تینوں صورتوں کی گنجائش ہے۔ البتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "قزع" سے منع فرمایا ہے[3] اور اس کی تفسیر یہ ہے:۔

---

[1] ترمذی [2] بلوغ المرام مشروح ۲: ۱۳۵ [3] متفق علیہ عن ابن عمرؓ

أَنْ يُّحْلَقَ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَ يُتْرَكُ بَعْضٌ[1]

یعنی بچے (یا بڑے) کے سر کا کچھ حصہ تو مونڈ دیا جائے اور کچھ نہ مونڈا جائے۔

جیسے آج کل ہندوؤں، جوگیوں اور نام نہاد فقیروں کا طریقہ ہے اور اس زمانہ میں بعض یہودیوں کا دستور تھا۔[2]

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:

اَحْلِقُوْا كُلَّهُ اَوْ ذَرُوْا كُلَّهُ[3]

سر یا سارا مونڈ دو اور یا سارا اسی طرح رہنے دو

یاد رہے یہ حکم "حلق" یعنی استرے سے مونڈنے سے متعلق ہے قینچی وغیرہ سے کٹوا کر بال چھوٹے اور مرتب کرنا بہرحال جائز ہے[4]

قَالَ احمد: اِنَّمَا كَرِهُوا الْحَلْقَ بِالْمُوْسٰى - اَمَّا بِالْمِقْرَاضِ فَلَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ

امام احمد فرماتے ہیں، بعض علماء نے استرے سے سر منڈانے کو (اس حدیث کے پیش نظر کہ یہ خوارج کی نشانی ہے) مکروہ کہا ہے (مگر یہ ابوداؤد کی مذکورہ بالا حدیث کی رو سے جائز ہے) اور جہاں تک قینچی سے ترشوانے کا تعلق ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

قرآن مجید میں بھی ہے:[5]

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ

اپنے سر منڈانے والے اور بال چھوٹے کرانے والے

تیسری صورت سر کے بال بڑھانے کی ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لمبی زلفیں رکھتے تھے۔ بعض اوقات آپؐ کے بال فوق الوفرة و دون الجمة[6] (کان کی لو سے کندھوں تک) اور بعض اوقات الی انصاف اذنیه[7] (کانوں کے نصف تک) ہوتے

یہ احکام مردوں سے متعلق ہیں۔ بالغ عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا گیا ہے:

نَهٰى[8] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ رَاْسَ الْمَرْأَةِ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر مونڈنے سے منع کیا ہے۔

---

[1] نیل ا: ۱۴۱ [2] ابوداؤد [3] نیل ایضاً [4] سورۃ الفتح [5] ترمذی عن عائشہؓ
[6] صحیح مسلم [7] نسائی عن علیؓ

۲۔ بالوں کی نگہداشت

اگر کوئی شخص بال منڈوانے یا ترشوا کر بالکل چھوٹے کرنے کی بجائے لمبے بال رکھنا چاہے تو پھر اسے انہیں پریشان و پراگندہ حال چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:[1]

مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ

جو بال رکھے وہ ان کا اکرام اور نگہداشت بھی کرے۔

ایک[2] شخص آپ کے پاس اس حالت میں آیا کہ اسکے سر اور ڈاڑھی کے بال پراگندہ تھے۔ آپ نے واپس جاکر بال درست کرنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ اصلاحِ گیسو کے بعد واپس آیا تو آپ نے فرمایا:

أَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ

کیا یہ حالت اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم شیطان کی طرح سر کے بال بکھیرے ہوئے آؤ۔

حضرت ابوقتادہ کے بال بھی گھنے اور لمبے تھے۔ آپ نے انہیں بالوں کی نگہداشت کا حکم دیا۔[3] وہ اس حکم کے پیشِ نظر بعض اوقات دن میں دو دو مرتبہ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے مگر اس میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ ایک دوسری حدیث[4] میں (جو اگرچہ صحت کے لحاظ سے حدیثِ ابی قتادہ کے پائے کی نہیں) ہے۔ مگر اس میں:

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلَّا غِبًّا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کا ناغہ یا وقفہ ڈال کر (یسرحه یوما و یدعه یوما کما فسره الامام احمد۔ وقیل المراد به فی وقت دون وقت)[5] کنگھی کرنے کی اجازت دی ہے ورنہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ باقی جسم کی طرح سر کے بال بھی صاف ستھرے اور باترتیب رکھنے ضروری ہیں اور اس مقصد کے لیے ان میں تیل لگانے اور کنگھی کرنے کی طرف بھی اعتدال کے ساتھ توجہ دینی چاہیے۔

---

[1] ابوداؤد عن ابی ہریرہ [2] موطا مالک [3] نسائی

[4] نسائی، ترمذی عن عبد اللہ بن مغفل [5] نیل ۱: ۱۳۹

۳۔ختنہ

ختنہ سنت ابراہیمی ہے ۔حدیث میں ہے[۱]:

اختتن ابراهیم خلیل الرحمٰن بعد ما اتت علیه ثمانون سنة

ابراہیم علیہ السلام نے اسی۸۰ برس کی عمر میں ختنہ کیا۔

بعض علماء[۲] کے نزدیک ختنہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے واجب وضروری ہے مگر عورتوں کے لیے ختنہ کے حکم کی روایات سب ضعیف ہیں[۳]۔ البتہ مردوں کے لیے بقول جمہور یہ واجب ہے[۴] اشوکانی کو اس سے اختلاف ہے[۵]

ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے مسلمان ہونے پر اسے فرمایا:

اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَ اخْتَتِنْ

اپنے کفر کے زمانہ کے بال منڈوا دے اور ختنہ کر۔

صحیح بخاری میں ہے:

كَانُوا لَا يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ

عام صحابہؓ بلوغت سے پہلے بچے کا ختنہ نہ کرتے تھے۔

مگر مستدرک حاکم اور بیہقی کی روایت ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ يَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِلَادَتِهِمَا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنؓ وحسینؓ کا ختنہ ان کی پیدائش کے ساتویں روز کرایا۔

ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ختنہ کے لیے عقیقہ کی طرح پیدائش کے بعد ساتویں دن کی قید تو نہیں لگائی گئی، لیکن اگر ختنہ بھی ساتویں روز ہی کرا لیا جائے تو اسے مستحب ضرور قرار دیا جاسکتا ہے۔

ختنے سے پیشاب گاہ کے اگلے حصہ میں گندگی جمع نہیں رہتی اور پیشاب کے قطرات سے فراغت اور پاکیزگی حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری عن ابی ہریرہؓ [۲] نیل ۱:۱۲۸ [۳] فقہ السنہ ۱:۴۳ [۴] [۵] ایضاً

۴۔ غیر ضروری بالوں کی صفائی اور ناخنوں کی تراش

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے [۱]

خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ اَلْاِسْتِحْدَادُ وَ الْخِتَانُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَ نَتْفُ الْاِبِطِ وَ تَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ۔

پانچ چیزیں فطری ہیں، زیر ناف بالوں کی صفائی، ختنہ، مونچھیں ترشوانا، بغلیں صاف کرنا اور ناخن ترشوانا۔

ایک اور حدیث میں ہے [۲]

وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَ نَتْفِ الْاِبِطِ وَ حَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً

مونچھیں ترشوانے، ناخن کاٹنے، بغلیں صاف کرنا اور زیر ناف بال لینے کے سلسلہ میں ہمارے لیے چالیس دن کی حد مقرر کی گئی ہے

یعنی صفائی کے ان تقاضوں کو چالیس دن سے زیادہ بالکل مؤخر نہ کرنا چاہیے۔ یہ آخری حد ہے۔ ورنہ صفائی کے ان شعبوں پر جلد تر اور جب بھی ضرورت محسوس ہو فوراً توجہ دینی چاہیے۔

زیر ناف (پیشاب گاہ کے ارد گرد) بالوں اور بغلوں کی صفائی کے لیے مونڈنا، کاٹنا، اکھیڑنا اور کوئی پاوڈر وغیرہ استعمال کرنا کوئی سی صورت بھی اختیار کی جا سکتی ہے [۳] اس سلسلہ میں عورتوں اور مردوں میں کوئی فرق نہیں۔ ناخن بھی خواہ کسی ترتیب سے کاٹے جائیں جائز ہے۔ مگر امام نووی [۴] نے اس ترتیب کو مستحب قرار دیا ہے

"دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے ابتدا کی جائے، پھر بڑی انگلی، پھر اس کے ساتھ والی انگلی، پھر چھنگلیا، پھر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا، پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے شروع کر کے انگوٹھے تک ترتیب وار، پھر دائیں پاؤں کی چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلیا تک ترتیب وار۔"

---

[۱] متفق علیہ عن ابی ہریرہؓ [۲] صحیح مسلم عن انسؓ [۳] فقہ السنہ ۱: ۴۴ [۴] نیل ۱: ۱۲۴

۵۔ مونچھیں کٹوانا اور ڈاڑھی بڑھانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے [۱]

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ

مشرکین کے طریقہ کی مخالفت کرو۔ ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں اتروا دو

مونچھوں کے بارے میں اس حدیث میں "احفاء" (استیصال، پوری طرح منڈوانا اور زائل کرنا) کا حکم آیا ہے۔ مگر مذکورۃ الفوق دیگر احادیث میں "قص" (ترشوانے) کا ذکر بھی ہے۔ دونوں طریقے جائز ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ مونچھیں کھانے پینے کی چیزوں کو آلودہ نہ کریں۔ ایک حدیث میں ہے [۲]

مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا

جو لبیں نہ ترشوائے وہ ہم میں سے نہیں۔

ڈاڑھی کے متعلق مختلف روایات میں "اوفوا" ۔ "اعفوا" ۔ ارجوا اور وفّروا کے الفاظ ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ڈاڑھی چھوٹی اور برائے نام نہ ہونی چاہیے۔ البتہ اسے خوبصورت اور باوقار بنانے کے لیے اس کی معمولی تراش خراش کی ممانعت نہیں۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک روایت میں جو بیان کیا گیا ہے کہ :۔

كَانَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ طُولِهَا وَعَرْضِهَا

آپ ڈاڑھی کے طول وعرض دونوں اطراف سے کچھ بال کم کر دیتے تھے۔

وہ تو ثابت نہیں مگر ڈاڑھی بڑھانے کی حدیث کے بنیادی راوی حضرت ابن عمرؓ کا معمول صحیح بخاری میں اس طرح مذکور ہے :۔

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ

کہ وہ حج یا عمرہ کے بعد ہاتھ کے قبضہ سے زائد ڈاڑھی کٹوا دیتے تھے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں : [۳]

أَمَّا الْأَخْذُ مِنْ طُولِهَا وَعَرْضِهَا فَحَسَنٌ

ڈاڑھی کے طول وعرض سے کچھ بال کم کر کے اسے خوبصورت اور با ترتیب بنانا اچھی بات ہے۔

---

[۱] متفق علیہ عن ابن عمرؓ [۲] نسائی [۳] نیل ۱ : ۱۲۵

وَكَرِهَهُ مَالِكٌ طُولَهَا جِدًّا

اور امام مالک نے اس کی بہت زیادہ لمبائی کو ناپسند کیا ہے۔

عورت کے ڈاڑھی کے بال اُگ آئیں تو اسے انہیں کٹوا دینا چاہیے [۲]

۶۔ سر اور ڈاڑھی کے سفید بال

بڑھاپے (بیماری نہیں) کی وجہ سے آنے والے ڈاڑھی اور سر کے سفید بال چُننا اور کاٹنا منع ہے۔ حدیث میں ہے: [۳]

لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَشِيبُ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

بڑھاپے کے سفید بال نہ چنو، یہ تو ایک مسلمان کا نور ہیں۔ جس شخص کے حالتِ اسلام میں سفید بال آتا ہے۔ اللہ اس کے بدلہ اس کی ایک نیکی لکھتا ہے، ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک خطا معاف کرتا ہے

سفید بال کاٹنا تو منع ہے مگر انہیں خضاب دیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ بعض صحابہ خضاب نہ لگانا افضل سمجھتے تھے مگر زیادہ تر روایات سے خضاب لگانا افضل معلوم ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے [۵]

إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ

یہودی اور عیسائی بال رنگنے سے گریز کرتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو

ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ام سلمہؓ کے ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بال دیکھا جو مخضوب بالحناء والکتم مہندی اور وسمہ سے رنگا ہوا تھا [۶]

حضرت انسؓ نے بیان کیا ہے کہ آپ نے خود خضاب نہیں لگایا اس لیے کہ آپ کے سفید بال بہت کم تھے [۷] مگر شاید انہیں آپ کے خضاب لگانے کا علم نہیں ہو سکا [۸]

---

[۱] نیل ۱: ۱۲۵ [۲] نیل ۱: ۱۳۱ [۳] ابو داؤد [۴] فقہ السنۃ [۵] رواہ الجماعۃ عن ابی ہریرہؓ

[۶] احمد، ابن ماجہ [۷] نیل ۱: ۱۳۴

ایک حدیث میں ہے

اِنَّ اَحْسَنَ مَا غَیَّرْتُمْ بِہٖ ھٰذَا الشَّیْبَ الْحِنَاءُ وَ الْکَتَمُ

بہترین خضاب مہندی اور وسمہ کا خضاب ہے۔

ایک اور حدیث[1] میں ابن عمرؓ آپ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ

کَانَ یُصَفِّرُ لِحْیَتَہٗ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ

آپ ریش مبارک کو ایک زرد رنگ کی بوٹی ورس اور زعفران کا خضاب دیا کرتے تھے۔

ابن عباس کے بیان[2] کے مطابق آپ نے صرف مہندی کے خضاب پر مہندی اور وسمہ کے ملے جلے خضاب کو اور مہندی وسمہ کے خضاب پر زرد رنگ (زعفران وغیرہ) کے خضاب کو ترجیح دی ہے۔

خالص سیاہ رنگ کے خضاب کے بارے میں اختلاف ہے۔ فتح مکہ کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ کے والد ابو قحافہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کے سفید بال دیکھے تو فرمایا[3]:-

"انہیں خضاب لگایا جائے مگر جَنِّبُوْہُ السَّوَادَ (انہیں سیاہی سے بچائیں)"

بعض دیگر روایات میں بھی سیاہ خضاب کی مذمت ہے مگر بعض صحابہؓ مثلاً سعدؓ بن ابی وقاص حسنؓ حسینؓ وغیرہ کے متعلق روایت[4] ہے کہ:-

"وہ سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے"

اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ یہ بزرگ خالص سیاہ خضاب کی بجائے اس میں مہندی وغیرہ کی آمیزش کر لیا کرتے تھے اور یا یہ کہ سیاہ خضاب کی ممانعت ابو قحافہؓ جیسے عمر رسیدہ بوڑھوں کے لیے ہے کہ ان کو مصنوعی سیاہ بال بالکل نہیں جچتے۔ مگر ادھیڑ اور درمیانی عمر کے لوگ اگر سیاہ خضاب استعمال کریں تو درست ہے۔ چنانچہ امام زہریؒ کہتے ہیں[5]:

کنا نخضب بالسواد اذا کان الوجہ جدیدا فلما نفض الوجہ والاسنان ترکناہ

جب چہرہ پر رونق باقی تھی تو ہم سیاہ خضاب لگاتے تھے مگر جب دانت جھڑ گئے اور چہرہ

---

[1] ابوداؤد [2] ایضاً، نیل ۱:۱۲۶ [3] ابوداؤد [4] فتح الباری [5] ایضاً

مرجھا گیا تو ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

بہرحال احتیاط اس میں ہے کہ خالص سیاہ خضاب کے استعمال سے گریز کیا جائے تاوقتیکہ اس میں مہندی وغیرہ کو نہ ملا لیا جائے یا وسمہ کو ترجیح دی جائے جس میں سیاہی اور سرخی کی آمیزش ہوتی ہے۔

۷۔ مسواک اور سرمہ کا استعمال

دانتوں کی صفائی اور مسواک کا استعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا مرغوب تھا۔ آپ فرماتے ہیں[۱]:

اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ

مسواک منہ کو صاف کرتی ہے اور رب تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

نیز فرمایا[۲]

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ

اگر مجھے امت پر بوجھ پڑنے کا خیال نہ ہوتا تو میں حکم دیتا کہ ہر نماز کے ساتھ لازماً مسواک کی جائے۔

وضو کرتے ہوئے اگر ہر دفعہ مسواک یا برش وغیرہ سے دانت صاف کرنے کا موقع نہ ملے تو کلی کرتے ہوئے دانتوں پر انگلی پھیر کر ان کی صفائی کر لینی چاہیے[۳]۔

دانتوں کی طرح آنکھوں کی صفائی اور نگہداشت بھی اہم ہے۔ اس کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ استعمال فرماتے تھے:

کَانَ[۴] یَکْتَحِلُ بِالْاِثْمِدِ کُلَّ لَیْلَۃٍ قَبْلَ اَنْ یَّنَامَ وَکَانَ یَکْتَحِلُ فِیْ کُلِّ عَیْنٍ ثَلٰثَۃَ اَمْیَالٍ

آپؐ ہر رات سونے سے پہلے دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی سرمہ لگاتے تھے۔

۸۔ خوشبو کا استعمال

طبعی نفاست و نظافت اور صفائی پسندی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت پسند تھی۔ فرماتے تھے[۵]:

حبب الی من الدنیا النساء و الطیب و جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ

---

[۱] نسائی عن عائشۃ [۲] رواہ الجماعۃ عن ابی ہریرۃ [۳] نیل ۱: ۱۲۱ بحوالہ مسند احمد [۴] احمد وغیرہ۔

دنیا میں تین چیزیں مجھے مرغوب ہیں (عرب معاشرہ میں پھیلی ہوئی عورتوں کی حقارت کی بجائے) ان سے محبت، و شفقت اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک (مرغوب ترین چیز) نماز ہے۔ آپ اگربتی کا استعمال بھی کرتے تھے[1] اور آپ کو مشک و عنبر کی خوشبو بہت مرغوب تھی[2] ایک حدیث میں ہے[3]

من عرض علیه الطیب فلا یردہ فانه خفیف المحمل طیب الرائحة

کسی کو خوشبو کا تحفہ ملے تو وہ اسے واپس نہ کرے کہ یہ تحفہ خوشبودار بھی ہے اور اٹھانے میں ہلکا بھی۔

البتہ عورتوں کو غیر مردوں کے پاس سے گزرتے ہوئے خوشبو کے استعمال سے روکا اور فرمایا[4]

المرءة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فهی کذا و کذا یعنی زانیة

عورت مردوں کی مجلس سے عطر لگا کر گزرے تو وہ ایسی ویسی یعنی بدکار ہے۔

نیز فرمایا[5]:

اِنَّ طِیْبَ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبَ النِّسَآءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ

مردوں کے لیے وہ خوشبو مناسب ہے جس کی بو ظاہر اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کے لیے ایسی جس کا رنگ ظاہر اور بو پوشیدہ ہو۔

۹۔ متفرقات

ایک جامع حدیث[6] میں صفائی اور نظافت کے مندرجہ بالا طریقوں کے علاوہ بعض دیگر چیزوں کو بھی گنا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عشر من الفطرة: قص الشارب و اعفاء اللحیة و السواك و استنشاق الماء و قص الاظفار و غسل البراجم و نتف

---

[1] مسلم عن ابن عمرؓ [2] مسلم، نسائی [3] مسلم عن ابی ہریرہؓ [4] ترمذی [5] ایضاً [6] مسلم و ترمذی عن عائشہؓ

الابط وحلق العانۃ و انتقاص الماء یعنی الاستنجاء قال زکریا قال مصعب، ونسیت العاشرۃ الا ان تکون المضمضۃ

دس چیزیں فطری صفائی کا حصہ ہیں۔ مونچھیں کٹانا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، ہاتھ پیروں کی انگلیوں کے جوڑ اور درمیانی جگہیں دھو کر صاف کرنا، اسی طرح ناک اور کان کے سوراخ صاف کرنا، بغلیں اور زیر ناف کے بال صاف کرنا اور پانی سے استنجا کرنا۔ حدیث کے ایک راوی زکریا کہتے ہیں کہ میں نے جس راوی مصعب نامی سے یہ حدیث سنی تھی انہوں نے کہا تھا کہ دسویں بات میں بھول گیا ہوں مگر شاید وہ کلی کرنا تھا۔

مگر قاضی عیاض اور نووی کہتے ہیں دسویں چیز ختنہ ہے

صفائی اور ستھرائی کے مندرجہ بالا صورتوں اور طریقوں پر زور دے کر اسلام نے ثابت کیا ہے کہ وہ لطافت و نظافت پہ مبنی ایک فطری نظام حیات ہے، جو انسان کی جسمانی و روحانی صحت و صفائی کا ضامن، اس کی طبی و طبعی ضروریات کا رہنما اور اس کی دنیا و آخرت کی بہتری کا کفیل ہے۔

اعتذار

اس دفعہ "مدیر الفرقان" کے نام سے جناب مدیر اعلیٰ کے مضمون کی طوالت کی بنا پر چند مضامین حذف کیے جا رہے ہیں جن میں خود جناب مدیر کا اپنا مضمون "موسیقی اور اسلام" بھی شامل ہے۔ اس پر ہم معذرت خواہ ہیں اور انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں وہ تمام مضامین شامل کر دیے جائیں گے جو اس دفعہ درج نہیں کیے جا سکے

(ادارہ)

ڈینل ا: ۱۲۶ ۲ ایضاً